= ۲۳-۲۹ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ]

(۲) ''**انوار ساطعہ**'' ص:۱۵۹ میں عبدالسمیع رامپوری بریلوی لکھتا ہے: ''یہ سامان فرحت وسرور اور وہ بھی مخصوص مہینے ربیع الاول کے ساتھ اور اس میں خاص وہی بارہواں دن میلاد شریف کا معین کرنا بعد میں ہوا یعنی چھٹی صدی کے آخر میں۔''

(۳) غلام رسول سعیدی بریلوی اپنی **شرح صحیح مسلم** ۳/ ۱۷۹ میں لکھتا ہے: ''سلف صالحین یعنی صحابہ اور تابعین نے محافل میلاد نہیں کیں، بجا ہے۔[دیکھیے ہفت روزہ **الاعتصام** ۱۰ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ]

(۴) صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری ''**جشن میلاد کا پیغام**'' کے عنوان سے لکھتا ہے: ''آپ ﷺ نے نسل انسانی کو باطل قوانین اور واہیات وخرافات سے نجات دلائی... پھر کیا وجہ ہے کہ ہم ان کے امتی ہونے اور ان کی محبت کا دم بھرنے کے باوجود پھر سے واہیات وخرافات کو دعوت دے کر آپ سے آپ ہی جاہلیت کے طوق سلاسل کو گردن میں ڈالے چلے جاتے ہیں......

سب سے بڑی پریشانی تو اس بات کی ہے کہ آقائے نامدار ﷺ کے یوم ولادت کے موقع پر نکالے جانے والے جلوس بھی ان خلاف شرع حرکات کے سائے میں اپنی منزل تک پہنچتے ہیں، جن کے قلع قمع کے لیے آں حضرت ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تھی... یہ بے ادبی اور گستاخی کی انتہا ہے کہ عید میلاد کے جلوس رقص وموسیقی، اخلاق باختہ گانوں کے شور وغل اور عورتوں سے چھیڑ خانی جیسی غلیظ حرکات سے بھرے ہوئے ہوں... اس پر طرہ یہ کہ علماء دین متین اور انتظامیہ نوٹس نہ لے اور ان خلاف شرع باتوں کے ختم کرنے کے لیے کوئی اقدامات نہ کیے جائیں......

کیا محبت رسول ﷺ، اتباع رسول ﷺ اور اظہار عظمت رسول ﷺ کے یہی تقاضے ہیں؟ اس طرح کی بیہودگیوں پر رسول اللہ ﷺ کی روح اقدس کو جس قدر اذیت ہوتی ہوگی، اس کی بھی کسی کو خبر ہے یا نہیں؟......

ہمارے ملک میں منعقد ہونے والی بہت سی محافل میلاد، خصوصاً محافل نعت میں اظہار عشق کا انداز عامیانہ ہوتا ہے اور کائنات کی سب عظیم ہستی کے شایان شان نہیں ہوتا... کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمارے دل محبت رسول ﷺ سے عاری ہو چکے ہیں؟......صرف مجلسیں اور محفلیں روشن کرنے کا شوق غالب ہے اور دلوں پر سیاہی چھائی ہوئی ہے؟......[دیکھیے: ماہنامہ '' **نورالحبیب**'' بصیر پور شریف ربیع الاول ۱۴۲۸ھ]

قارئین کرام! دیکھا آپ نے بدعت کے ثمرات کیسے ہوتے ہیں؟! ہم کہیں تو شکایت ہوگی، لیکن یہ اقتباسات بریلوی علماء کے ہیں جو بذات خود ایسی محافل میں شریک ہوتے ہیں۔

(عبدالرحیم روزی، عبدالوہاب خان)

تقابل ادیان: 5

محمد رسول اللہ ﷺ کی بشارت بائبل میں

مقالہ نگار: ابراہیم عبداللہ یوگوی

چھٹی بشارت: ''فاران سے جلوہ گر ہوگا''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وفات کے وقت بنی اسرائیل کو جو دعائے خیر و برکت دی، اس میں بھی نبی آخرالزمان **محمد** عربی ﷺ کی بشارت دی تھی۔

چنانچہ کتاب استثناء باب (۳۳) میں ہے: ''خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا' اور کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا' اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا۔ اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لیے آتشیں شریعت تھی، وہ بیشک قوموں سے محبت رکھتا ہے۔ اس کے سب مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے تیری ایک ایک بات سے مستفیض ہوگا۔''(۱)

درج بالا عبارت موجودہ بائبل شائع کردہ: ''پاکستان بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور'' کی ریوائزڈ ورژن سیریز 13 سے نقل کی گئی ہے۔ اس میں اور پرانے ترجمے میں بہت فرق ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

''خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا' دس ہزار مقدسوں کے ساتھ آیا' اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشیں شریعت ان کے لئے تھی۔ ہاں وہ اپنے لوگوں سے محبت رکھتا ہے۔ اس کے سارے مقدس (ہمراہی) تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں کے پاس بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مانیں گے۔''(۲)

اس طرح کنگ جیمس ورژن میں ''دس ہزار'' کی تعداد مذکور ہے۔ اور گڈ نیوز بائبل ٹوڈیز انگلش 1982 میں اس بشارت کے زیر بحث مقام استثناء باب ۳۳:۲ میں بھی تعداد ان الفاظ میں منقول ہے: ''دس ہزار قدسی اس کے ساتھ تھے۔''

TEN THOUSAND ANGELS WERE WITH HIM

بالفاظ دیگر جیسا کہ اوپر بائبل کے الفاظ نقل کیے گئے ہیں'' دس ہزار مقدسوں کے ساتھ آیا۔''

اس بشارت میں تین جگہوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو تین مختلف انبیاء کرام علیہم السلام سے متعلق ہیں۔ اس بشارت

---

(۱) کتاب استثنا ۳۳:۱-۳

(۲) کتاب استثنا ۳۳:۱-۳' **بائبل** نسخہ مطبوعہ ۱۸۷۰ء مرزاپور، نسخہ مطبوعہ ۱۸۸۰ء لودیانہ

(۳) کتاب استثنا ۳۳:۱-۳' گڈ نیوز بائبل ٹوڈیز انگلش مطبوعہ ۱۹۸۲ء

میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد آنے والے دونبیوں کی خوشخبری دی ہے- ایک حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور دوسرے نبی آخرالزمان محمد رسول اللہ ﷺ کی۔

''سینا'' کوہ طور کا دوسرا نام ہے، جہاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی ۔ پہلی بار اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اسی وادی سینا میں ہم کلام ہوئے اور تورات بھی اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو کوہ طور پر بلا کر عنایت فرمائی۔

☆ کوہ ''شعیر'' شام میں ایک پہاڑ ہے، جسے آج کل جبل الخلیل کہا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس پہاڑ پر عبادت کیا کرتے تھے۔(۱)

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ ساعیر (شعیر) کے نام سے وہاں ایک بستی بھی موجود ہے۔(۲)

☆ ''فاران''(Paran) ارض حجاز میں مکہ معظمہ کے قریب ایک پہاڑی کا نام ہے۔ یہ پیشین گوئی صریح ترین ہے، اس لئے یہود ونصاریٰ اس کی مختلف تاؤیلیں کرتے ہیں، تاکہ لوگوں کو اندھیرے میں رکھ کر راہ حق سے روکا جا سکے۔ چنانچہ انہوں نے فاران کے چار محل وقوع بیان کیے ہیں، جن پر سر سید احمد خان نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

عیسائیوں کے بیان کردہ مقامات درج ذیل ہیں: (1) بیت المقدس کا نام ہے۔(۳)

(2) اس وسیع میدان کا نام فاران ہے جو قادس سے کوہ سینا تک پھیلا ہوا ہے- جس کی شمالی حد کنعان، جنوبی حد کوہ سینا، مغربی حد ملک مصر اور مشرقی حد کوہ شعیر ہے- اور اس صحرا کے اندر صور، شمالی سینا، سن وغیرہ کے نام سے چھوٹی چھوٹی وادیاں شامل ہیں۔(۴) (3) قادس ہی کا نام فاران ہے۔ (۵)

(4) اس وادی کو کہتے ہیں جو کوہ سینا کے مغربی نشیب میں واقع ہے۔ (۶)

غور کیا جائے تو یہ چاروں توجیہات غلط اور حقیقت سے بہت دور ہیں- ہم مختصراً اس کی وضاحت کرتے ہیں۔

پہلی توجیہ اس لئے غلط ہے کہ آج تک کسی جغرافیہ دان نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ''فاران'' بیت المقدس کا دوسرا نام ہے- علاوہ ازیں اگر اس سے مراد بیت المقدس ہے تو اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ ہوگا، حالانکہ ''شعیر'' سے آشکارا

---

(۱) الاجوبة الفاخرةللقرانی علی هامش الفارق ص ۲۳۸

(۲) ابن القیم، محمد بن ابی بکر ابن القیم الجویزیة: هدایة الحیاریٰ فی اجوبة الیهود والنصاریٰ ص ۳۶۲

(۳) سیدباچه جی زاده، الفارق بین المخلوق و الخالق ص ۳۸۵ ط۔مصر

(٤) دیکھئے نقشه بائبل مرتبه: جان استرلنك ،متضمنه هامش **بائبل سے قرآن تک** ترجمه اظهار الحق: ج۳ ص ۲۵۲

(۵-٦) سر سید احمد خان ،خطبات احمدیه ص ۹۹ ط۔ نفیس اکیڈمی کراچی ۔

ہونے کا مطلب بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہے تو یہ بلا وجہ تکرار ہوگا، جو کہ درست نہیں۔

پھر یہ کہ ''فاران'' کے لغوی معنی ''صحرا'' اور ''بیابان'' ہیں، جبکہ بیت المقدس نہایت سرسبز و شاداب خطہ ارضی ہے۔ ایسے زرخیز علاقے کو ''بیابان'' نہیں کہا جا سکتا۔

دوسری توجیہ کے مطابق وہ ایک وسیع میدان ہے جو قادس سے کوہ سینا تک پھیلا ہوا ہے۔ اس میں صور اور سینا سب شامل ہیں، اس صورت میں یہ ماننا پڑے گا کہ فاران سے جلوہ گر ہونے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات کا نزول مراد ہے۔ حالانکہ یہ بات اس سے پہلے ''خداوند سینا سے آیا'' والے فقرے میں کہی جا چکی ہے۔ یہاں بھی تکرار لازم آئے گا۔

علاوہ ازیں تورات کی بہت سی عبارتوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فاران صور اور سینا کے علاوہ کوئی اور صحراء ہے۔ چنانچہ توریت میں ان دونوں کے الگ الگ ہونے کی دلیل موجود ہے۔ مثلاً

''تب بنی اسرائیل دشت سینا سے کوچ کر کے نکلے اور وہ ابر دشت فاران میں ٹھہر گیا۔'' (۱)

معلوم ہوا کہ دشت سینا اور دشت فاران الگ الگ ہیں۔ ورنہ درج بالا گنتی کی عبارت میں دشت سینا سے کوچ کر کے جانے اور دشت فاران میں ٹھہر جانے کا کوئی مفہوم نہیں بنتا۔

تیسری توجیہ کے مطابق ''قادس'' ہی کا دوسرا نام ''فاران'' ہے۔ یہ بھی غلط ہے، کیونکہ بائبل خود اس کی تردید کرتی ہے۔ کتاب پیدائش کی یہ عبارت اس کے غلط ہونے کا بین ثبوت ہے: ''اور حواریوں کو ان کے کوہ شعیر میں مارتے مارتے ایل فاران تک جو بیابان سے لگا ہوا ہے' آئے پھر وہ لوٹ کر عین مصفات یعنی قادس پہنچے۔'' (۲)

اور کتاب گنتی کی یہ عبارت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ''فاران'' اور ''قادس'' الگ الگ مقامات کے نام ہیں:

''اور وہ چلے اور موسیٰ اور ہارون اور بنی اسرائیل کی ساری جماعت کے پاس دشت فاران کے قادس میں آئے۔ (۳)

اس سے معلوم ہوا کہ قادس اور فاران الگ الگ وادیاں ہیں، ایک ہی وادی کے دو نام نہیں۔

چوتھی توجیہ میں کہا گیا ہے کہ ''فاران'' اس وادی کو کہتے ہیں جو کوہ سینا کے مغربی نشیب پر واقع ہے۔ بعض جغرافیہ دانوں نے بیان کیا ہے کہ کوہ سینا کے قریب ایک صحرا ہے جو فاران کہلاتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ کوہ سینا کے قریب وادی ہے، جس کا نام بھی فاران ہے۔ تو کیا اس پیشین گوئی میں جو ''فاران'' آیا ہے اس سے مراد وہی فاران ہے یا کوئی اور۔ اس بات کو تو عیسائی علماء بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس پیشین گوئی میں جس فاران کا تذکرہ ہے، اس سے وہ فاران مراد

---

(۱) کتاب گنتی ۱۰:۱۲ (۲) کتاب پیدائش ۱۴:۶-۷ (۳) کتاب گنتی ۱۳:۲۶

نہیں جوکوہ سینا کے قریب واقع ہے، بلکہ اس سے وہی فاران مراد ہے جس کے بارے میں کتاب پیدائش میں کہا گیا ہے:

''اور خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑا ہوا اور بیابان میں رہنے لگا اور تیرانداز بنا اور فاران کے بیابان میں رہتا تھا اور اس کی ماں نے ملک مصر سے اس کے لئے بیوی لی۔''(۱)

اور اس امر میں کوئی شک نہیں کہ تمام مستند مؤرخین حضرت اسماعیل علیہ السلام کی سکونت کی جگہ ''حجاز'' قرار دیتے ہیں- اسی طرح توریت سامری کا وہ عربی ترجمہ جسے آرکوئی ٹن صاحب نے 1851ء میں بمقام لگڈنی بنادرم شائع کیا تھا، اس میں ''فاران'' سے ارض حجاز مراد لی ہے- اور فاران کے لفظ کے آگے قوسین میں ''حجاز'' کا لفظ لکھ دیا ہے- اس ترجمہ کی عبارت یہ ہے:

"اسکن فی بریة فران (الحجاز) واخذت له امه امرأة من ارض مصر۔"(۲)

فاران (حجاز) کے بیابان میں اس کو بسایا اور اس کی ماں نے ملک مصر سے اس کے لئے بیوی لی۔

اسی طرح ہاجرہ اور بنی اسرائیل کے متعلق بائبل میں جابجا مذکور ہے کہ وہ عرب میں آباد تھے۔ عرب کی بابت بار نبوت کے عنوان کے تحت کتاب یسعیاہ کا بیان ہے:

''اے دوانیوں کے قافلو! تم عرب کے جنگل میں رات کاٹو گے۔ وہ پیاسے کے پاس پانی لائے۔ تیما کی سرزمین کے باشندے روٹی لے کر بھاگنے والے سے ملنے کو نکلے۔ کیونکہ وہ تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھینچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں۔ کیونکہ خداوند نے مجھ سے یوں فرمایا کہ مزدور کے برسوں کے مطابق ایک برس کے اندر اندر قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی۔ اور تیراندازوں کی تعداد کا بقیہ یعنی بنی قیدار کے بہادر تھوڑے سے ہوں گے، کیونکہ خداوند اسرائیل کے خدا نے یوں فرمایا ہے۔''(۳)

تفسیر زبور ص ۴۸۹ پادری جے علی بخش- تواریخ بائبل ص ۷۶' ۸۲' ۸۳ از ڈاکٹر ڈبلیو جی بلیکی - اسی طرح پادری جے علی بخش صاحب تفسیر قرآن میں لکھتے ہیں۔''اسماعیل اور اس کی اولاد عرب میں آباد ہوئے''۔(۵)

حضرت اسماعیل علیہ السلام سارے ملک عرب میں بود و باش نہ رکھتے تھے، بلکہ صرف مکہ معظمہ میں آباد تھے۔ اسی مکہ معظمہ کے ایک پہاڑ کا نام ''**فاران**'' ہے۔ اسی فاران میں وہ غار حرا ہے، جس میں نبی کریم ﷺ کے پاس بحکم الٰہی حضرت جبرئیل علیہ السلام نبوت کا پیغام اور سورۃ العلق کی ابتدائی پانچ آیتیں لائے تھے، یہیں سے دین اسلام کا آغاز ہوا اور قرآن کریم کلام الٰہی جلوہ

---

(۱) کتاب پیدائش ۲۱:۲۰-۲۱ (۲) سرسید احمد خان، خطبات احمدیہ ص ۹۸

(۳) دیکھئے یسعیاہ ۲۱:۱۳-۱۷' گلتیوں ۴:۲۴-۲۵ (۴) پادری جے علی بخش، تفسیر قرآن حصہ اول ص ۲۴۹

گر ہو کر سارے عالم کو اپنی ضیا پاشیوں سے منور کرنے لگا۔

پس ثابت ہوا کہ فاران سے مراد سینا کا نشیبی علاقہ نہیں بلکہ ارض حجاز ہے، جہاں سے آفتاب اسلام طلوع ہوا۔

اس بشارت نبویہ میں ''خدا کے سینا سے آنے'' کا ذکر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے۔ پھر ''شعیر سے آشکارا'' ہونے کا تذکرہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف تلمیح ہے۔اور آخر میں ''فاران سے جلوہ گر'' ہونے کا لفظ ہے جو نبی آخرالزمان خاتم المرسلین محمد عربی ﷺ کی بشارت ہے۔قرآن کریم نے بھی اسی بشارت کو بایں الفاظ ذکر کیا ہے:﴿ و التیـــن والـزیتون ۞ وطـور سینین ۞ وهـذا البـلد الامین ۞﴾ (۱) ''قسم ہے انجیر اور زیتون کی ،اور طور سینا کی،اور اس امن والے شہر کی۔'' انجیر اور زیتون والا علاقہ ملک شام ہے، جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور وہی کوہ شعیر کا مبدأ ہے۔طور سینا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عبارت ہے اور البـلـد الأمیـن(امن والاشہر) سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارہ ہے۔ امام ابن کثیرؒ سورۃ التین کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''فـالاول محـلة التيـن والـزيتـون وهـي بيـت المقدس التي بعث الله فيها عيسى ابن مريم عليه السلام ، والثاني طـور سيـنيـن وهـو طور سينا الذى كلمه الله عليه موسىٰ ابن عمران عليه السلام والثالث مـكة وهو البلد الامين الذى ﴿ مـن دخله كان اٰمناً ﴾ وهـو الـذى ارسـل فيـه محمدا ﷺ- قالوا: وفى آخر التوراة ذكر هذه الاماكن الثـلاثة:" جاء الله من طور سينا " يعنى الذى كلم الله عليه موسى بن عمران عليه السلام "واشرق من ساعير" يعنى جبل بيـت المقدس الذى بعث الله منه عيسٰى عليه السلام " واستـعـلـن من جبال فاران " يعنى جبال مكة التى ارسل الله منها مـحـمداً ﷺ ـ فذكرهم مخبرا عنهم على الترتيب الوجودى بحسب ترتيبهم فى الزمان ولهذا قسم بالأشرف ثم الأشرف منه ثم بالأشرف منهما ".(۲)

''اول: تیین اور زیتون سے مراد تو بیت المقدس ہے، جہاں پر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔

دوم: طور سینین سے مراد طور سینا ہے جہاں حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا تھا۔

سوم: بلد امین سے مراد مکہ مکرمہ ہے ''جہاں آنے والا امن میں ہوتا ہے۔'' اور یہی وہ جگہ ہے جہاں محمد ﷺ رسول بنا کر بھیجے گئے۔تورات کے آخر میں بھی ان تینوں جگہوں کا نام ہے۔اس میں ہے کہ ''طور سینا سے اللہ تعالیٰ آیا'' یعنی وہاں پر موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے اللہ نے کلام کیا اور ''ساعیر (شعیر یعنی بیت المقدس کے پہاڑ) سے اس نے اپنا نور چمکایا'' یعنی جہاں

---

(۱) سورۃ التین ۱-۳ (۲) تفسیر القرآن العظیم ۵٦٣/٤ طبع: دار المعرفة بيروت لبنان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا- اور'' فاران کی چوٹیوں پر وہ بلند ہوا۔'' یعنی مکہ کے پہاڑوں سے حضرت محمد ﷺ کو بھیجا- پھر ان تینوں زبردست مرتبے والے پیغمبروں کے زمانوں کی وجودی ترتیب بیان کردی۔اسی طرح یہاں بھی پہلے ایک شرف والی جگہ کی طرف اشارہ کیا پھر اس سے زیادہ شریف چیز کا نام لیا۔پھر ان دونوں سے بزرگ تر چیز کا نام آخر میں لیا۔''

ساتویں بشارت: دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا

''مجموعہ بائبل'' کی کتاب استثنا میں ہے:'' وہ فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوگا اور اس کے ساتھ دس ہزار کی تعداد میں مقدس نفوس ہوں گے۔'' محولہ بالا بشارت میں تو صلیب پرستوں نے بائبل کا ترجمہ ہی بدل کر'' لاکھوں قدسیوں میں آیا ہے'' کردیا ہے۔مگر اس تحریف سے پہلے کے بعض ترجموں میں اس تعداد کی صراحت موجود ہے: ''خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا' دس ہزار مقدسوں کے ساتھ آیا......''(۱)

اس واضح فرق اور تحریف پر آگے بات ہوگی۔فی الحال ہمارا مقصود بائبل سے نبی آخرالزماں ﷺ کی شہادت و بشارت کو ثابت کرنا ہے۔اگر ہم دوسرے ترجمے بھی دیکھیں تو ان میں بھی بہت تفاوت ہے اور جہاں مرور زمانہ وگردش ایام کے ساتھ دینی اقدار اور مذہبی صحائف شہوت پرستوں کے دست برد سے محفوظ ہی نہ رہے ہوں' وہاں ہمیں متأخرین کے مقابلے میں متقدمین پر اعتماد کرنا چاہئے-بعد کے تراجم میں عیسائیت کے علماء نے جان بوجھ کر تحریف کردی ہے، تاکہ یہ بشارت بھی لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہے اور عوام الناس کو دین حق اپنانے سے روکیں-

ہمارے پاس موجود اردو ترجمے میں ڈنڈی مارنے کی شہادت خود انگریزی زبان کی بائبل دیتی ہے-مثلاً کنگ جیمس ورژن میں بھی ''دس ہزار'' مذکور ہے۔اور اسی طرح Goodnews Bible Today مطبوعہ 1982ء میں اس بشارت کے زیر بحث مقام پر یہ الفاظ مندرج ہیں:"Ten thousand angels were with him"(۲) یعنی ''دس ہزار قدسی ان کے ساتھ تھے''-

بہر حال یہ بشارت بھی روز روشن کی طرح سارے جہاں پر آشکارا ہوا۔اور صفحہ تاریخ پر اللہ تعالیٰ نے اس کی حقانیت نبی آخر الزماں ﷺ کے ہجرت کے آٹھویں سال فتح مکہ کے وقت ثابت کردی اور اس طرح ایک اور بشارت پایہ ثبوت کو پہنچی-اس بشارت کی تکمیل کے بعد بہت سے منکرین اسلام دین حنیف میں جوق در جوق داخل ہوئے۔قرآن کریم اس قبولیت اسلام کا ریکارڈ ان الفاظ میں بصورت وحی محفوظ کرتا ہے: ﴿إذا جآء نصر الله والفتح ۞ و رأيت الناس يدخلون في دين الله أفواجا ۞﴾(۳)

''جب اللہ کی نصرت اور فتح آجائے گی تو آپ دیکھیں گے کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین (اسلام) میں داخل ہوجائیں گے۔''

---

(۱) کتاب استثناء ۳۳: ۱-۲ ، نسخہ مطبوعہ ۱۸۷- مرزا پور ، ۱۸۰۰ ادلو دیانہ

(۲) Goodnews Bible Today مطبوعہ 1982ء (۳) سورۃ النصر ۱-۲